نقش آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

کیا پاک بھارت مذاکرات مسئلہ کشمیر کا حل نکال سکتے ہیں؟

جولائی کے دوسرے عشرہ میں دنیا بھر کی نگاہیں ہندوستان کے دارالخلافہ دہلی اور آگرہ پر مرکوز تھیں کیونکہ وہاں پر دو روایتی حریف ممالک جو کہ ایٹمی قوت سے پوری طرح لیس ہیں' اپنے ایک بہت ہی پرانے اور حل طلب معمہ یعنی مسئلہ کشمیر پر مذاکرات کر رہے تھے۔ اور دنیا بھر کے تجزیہ نگار' دانشور حضرات اس دفعہ کافی امیدیں لگائے بیٹھے تھے کہ اس بار ضرور کچھ نہ کچھ پیش رفت ہوگی۔ کیونکہ دونوں ممالک اپنے تمام تر وسائل اس مسئلہ پر خرچ کر چکے ہیں اور اس مسئلہ کے باعث ہی دونوں ممالک میں تعلقات انتہائی کشیدہ ہیں۔ پھر امریکی دباؤ بھی دونوں ممالک پر بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اس لئے ضرور کچھ برف پگھلے گی لیکن سنجیدہ حلقے ہندوؤں کی شاطرانہ فطرت اور ماضی کے حالات وواقعات کے تناظر میں ان مذاکرات کو بھی ناکام قرار دے رہے تھے اور پھر وہی ہوا جس کا اندیشہ ظاہر کیا جا رہا تھا یعنی حسب سابق مذاکرات میں مسئلہ کشمیر کا کوئی بھی حل نہ نکل سکا اور اور نہ ہی کوئی مفید پیش رفت ہو سکی۔ اور مکار بھارتی حکمرانوں نے مذاکرات کو ایک سازش کے ذریعے کامیاب ہونے نہیں دیا اور نہ ہی کوئی مشترکہ اعلامیہ جاری کیا جا سکا۔ اس صورتحال پر نہ صرف دونوں ممالک بلکہ پوری دنیا میں مایوسی کی ایک لہر دوڑ گئی' لیکن اس تمام تر صورتحال کے باوجود یہ بات خوش آئند ہے کہ پاکستانی حکمرانوں نے سابقہ حکمرانوں کی طرح مسئلہ کشمیر پر کوئی سودے بازی نہیں کی اور نہ ہی کسی بزدلی کا مظاہرہ کیا' بلکہ بھارتی حکمرانوں اور خصوصاً وہاں کے اخبارات و مجلات کے مدیران اور نمائندوں کے ساتھ مباحثہ میں کشمیر کا موقف نہایت ہی جرأتمندانہ اور بیباکانہ انداز میں پیش کیا۔ اور یقیناً یہ عوام اور دینی حلقوں کی صحیح ترجمانی تھی' جس پر حکومت کے مخالفین نے بھی اطمینان کا اظہار کیا اور ہندوستانی عوام کو صحیح حقائق کا پہلی دفعہ ادراک ہوا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ مسئلہ کشمیر پر اگر مزید سو سال بھی مذاکرات کئے جائیں تو پھر بھی نتیجہ کچھ نہیں نکلے گا۔ مسئلہ کشمیر کا حل صرف اور صرف مقبوضہ کشمیر میں جہاد میں مصروف عمل تنظیمیں اور وہاں کے عوام کی تحریک آزادی ہی نکال سکتی ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا کوئی بھی حل ممکن نظر نہیں آتا۔ اور جو لوگ بزعم خود انقلابی اور اسلامی تحریکات کے علمبردار بنے بیٹھے ہیں ان مذاکرات سے قبل مجاہدین سے سیز فائر اور بندوقیں خاموش کرنے کی بار بار اپیلیں کر رہے تھے اور یہ نتیجہ اخذ کر رہے تھے کہ ہندوستان پر اس کا اچھا اثر پڑے گا۔

(جبکہ خود ہندوستان نے پاکستان کو مذاکرات کی دعوت دینے کے ساتھ ہی مقبوضہ کشمیر میں عارضی جنگ بندی توڑنے کا اعلان کر دیا تھا جو کہ ایک کھلا تضاد تھا۔) لیکن ان لوگوں کی اپیل کو مجاہدین کی تمام نمائندہ تنظیموں نے حقارت کے ساتھ مسترد کر دیا اور انہیں ہندوستانی لابی قرار دیا۔ اس کے علاوہ بھی ملک بھر سے ان لوگوں کی مذمت میں آوازیں اٹھیں۔ اس سلسلے میں خصوصاً تحریک طالبان اور جہادی تنظیموں کے سرپرست استاذ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب مدظلہ نے ایبٹ آباد میں جمعیت طلباً اسلام (س) کے تربیتی کنونشن کے موقع پر اپنے خطاب میں ان لوگوں کے اصل چہروں سے نقاب اٹھاتے ہوئے فرمایا کہ

”جو لوگ جہاد کشمیر میں کیڑے نکال رہے ہیں تو وہ ملت کے غدار ہیں اور اگر کشمیر کا جہاد 'جہاد' نہیں ہے تو دنیا میں کہیں بھی جہاد نہیں ہو رہا' کشمیر کا حل صرف اور صرف جہاد ہے۔ فائر بندی سے مجاہدین کمزور ہی ہوں گے اور نقصان مجاہدین ہی کا ہوگا۔ دراصل مفادات کے غلام اور غیروں کے اشاروں پر چلنے والے ہی کشمیر میں جہاد کی مخالفت کر رہے ہیں“

اور پھر جو لوگ دونوں ممالک کے درمیان تجارت 'اچھے تعلقات اور دوسرے مسائل کے حل کے بارے میں آئے روز رطب اللسان رہتے ہیں تو وہ یہ حقیقت کیوں بھول جاتے ہیں کہ جب تک دونوں ممالک کے درمیان بنیادی اور حقیقی مسئلہ حل نہیں ہوتا تو باقی فروعی اور دوسرے درجے کے مسائل کیونکر حل ہو سکتے ہیں؟ اب جبکہ مسئلہ کشمیر اپنے حل ہونے کے نہایت ہی قریب ہو گیا ہے تو ان حالات میں فی الحال دوسرے معاملات کی بات نہیں کرنی چاہیے بلکہ اپنی تمام تر توانائیاں جہادی' سیاسی اور سفارتی محاذ پر صرف کرنی چاہئیں۔

اور ہم یہ بھی توقع رکھتے ہیں کہ مستقبل میں جب بھی بھارتی وزیر اعظم واجپائی پاکستان کا دورہ کرنے آئیں تو جنرل پرویز مشرف ان کے سامنے اپنا وہی سابقہ موقف جرأت اور بہادری سے بیان کریں کہ پاکستانی قوم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گی جب تک کہ مقبوضہ کشمیر بھارتی تسلط سے پوری طرح آزاد نہ ہو جائے اور ہماری آپس میں دوستی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ کشمیر میں جاری ظلم و ستم بند نہ کیا جائے۔ اور ان پر واضح کیا جائے کہ اگر تم لوگ جنگ کے لئے تیار ہو تو پاکستان بھی جہاد کے لئے ہمہ وقت تیار ہے۔

ہمیں پورا یقین ہے کہ اگر فوج نے اس بار تھوڑی سی بھی مزید استقامت دکھائی اور دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی تو انشاء اللہ یہ بزدل دشمن زیادہ نہیں ٹھہر سکیں گے۔ اور جرأت و بہادری اور جہاد ہی مسلمان قوم کی خصوصیت اور تاریخ رہی ہے۔